حدیث وسنت

مولانا عبدالصمد رفیقی

انبیاءہی معیارِ حق کیوں؟

'نبوت و رسالت' بڑا اہم، نازک اور عالی شان منصب ہے۔ اس منصب کے تین خاصے وحی ہدایت، معصومیت اور واجب الاتباع ہونے پر سطورِ ذیل میں ہم گزارشات پیش کرتے ہیں:

ان پہلوؤں کا آپس میں گہرا ربط ہے کیونکہ ایک نبی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہدایت آتی ہے جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ وہ معصوم ہو، تاکہ اس کے ذریعے ایک غلط بات بندوں تک نہ پہنچنے پائے اور چونکہ وہ معصوم ہوتا ہے لہٰذا وہی معیارِ حق اور آخری واجب الاتباع ہوتا ہے، اس کی تصدیق وتائید اور غیر مشروط اطاعت واتباع فرض کی حیثیت رکھتی ہے۔

عصر حاضر میں زوالِ اُمت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے نبوت و رسالت کے ان خاصوں کو افرادِ امت میں بانٹنا شروع کردیا ہے۔ جب کوئی اُمت اپنے نبی اور رسول کی اطاعت کرنا چھوڑ دے تو ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ والعیاذ باللہ

'نبی' کا معنی و مفہوم

'نبی' عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے 'خبر دینے والا۔' چونکہ ایک نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی نوعیت رکھنے والی مختلف خبریں حاصل کرتا اور انہیں اس کے بندوں تک پہنچاتا ہے، اس لئے اسے نبی کہا جاتا ہے۔ ان خبروں کو {أَنْبَاءِ الْغَيْبِ} یعنی غیب کی خبریں کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر محض حس و عقل کے ذریعے ان خبروں کا علم ہوتا ہے، نہ ہوسکتا ہے۔ (دیکھئے: آلِ عمران:۴۴)

نبی کی بات کی صداقت ضروری ہے: کسی نبی کے ذریعے ان خبروں کا علم ہوجانے کے بعد ان کی صداقت پر ایمان لانا ضروری ہوجاتا ہے خواہ یہ خبریں ماضی کی ہوں یا حال و استقبال کی۔ انسان کی حس و عقل کے دائرے میں آئیں یا نہ آئیں۔ چنانچہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے

www.KitaboSunnat.com

علاماتِ قیامت کے ضمن میں دجالِ اکبر کی آمد کا ذکر کیا اور فرمایا:

"وہ (ادھر زمین میں) چالیس روز رہے گا۔ پہلا دن سال جتنا، دوسرا ایک ماہ کے برابر، تیسرا ایک ہفتے کے مساوی اور باقی ۳۷ دن تمہارے (عام) دنوں کی طرح ہوں گے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "یارسول اللہؐ! یہ دن جو سال برابر ہو گا، کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نمازیں پڑھنی ہوں گی؟" آپؐ نے فرمایا: "نہیں بلکہ تم (ہر چوبیس گھنٹوں کے لئے پانچ نمازوں کے اوقات کا) اندازہ لگانا۔" (صحیح مسلم: حدیث ۷۳۷۳)

شیخ محمد بن صالح عثیمینؒ فرماتے ہیں:

"دیکھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کی زبانِ اقدس سے ایک غیبی خبر سن کر کس طرح اس کی تصدیق فرمائی۔ انہیں معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ انسانی فکر و نظر کی ہر حد سے بلند و بالا ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ سوال نہیں اٹھایا: "بھلا دن ایک سال کے برابر کیسے ہو سکتا ہے؟" اس کے برعکس اُنہوں نے نماز سے متعلق ایک شرعی مسئلہ پوچھا کیونکہ وہ اس کے مکلف تھے......

اور اس لحاظ سے یہ حدیثِ شریف نبی اکرم ﷺ کی سچائی کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ آج بھی بعض قطبی علاقوں میں چھ چھ ماہ کا دن اور اتنی لمبی رات ہوتی ہے۔ ایسے علاقوں میں یہ حدیث نماز کے حوالے سے ایک اہم دینی ضرورت کو پورا کرتی ہے حالانکہ آج سے ہزاروں سال قبل جب نبی اکرم ﷺ نے یہ خبر دی تھی تب یہ صورتِ حال معلوم نہیں تھی۔ سچ فرمایا ربّ العلمین نے: "آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا ہے۔" (ملخص از مجموع فتاویٰ ورسائل: ۲/۱۷،۱۸)

'رسول' کا معنی و مفہوم

'رسول' بھی عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے: قاصد، بھیجا ہوا، پیغام پہنچانے والا (یوسف:۵۰) فرشتوں کے سردار جبریل امین علیہ السلام کو بھی 'رسول' کہا گیا ہے۔ (التکویر:۱۹تا۲۱) کیونکہ آپؑ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے انبیاء و رسل تک پہنچاتے رہے۔ نبی اکرم ﷺ بھی اللہ کے رسول ہیں کیونکہ آپ اللہ کی وحی اس کے بندوں تک پہنچانے پر مامور تھے۔ (المائدۃ:۵۶/۶۷) چنانچہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر میدانِ عرفات میں آپ کا خطبہ حج سننے والے ایک لاکھ سے زائد افراد نے (بیک زبان) گواہی دی۔ "آپ نے ہم تک اللہ کا

www.KitaboSunnat.com

پیغام پہنچادیا، امانت ادا کر دی، اور خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔" (سنن ابی داود:۱۹۰۵)

الغرض نبی اور رسول اُس مقدس ہستی کو کہتے ہیں جسے اللہ ربّ العٰلمین نے پسند کر لیا ہو (الاعراف:۱۴۴، ۱۴۵) تا کہ اس کے ذریعے اپنا پیغام (کتاب و حکمت) اپنے بندوں تک پہنچائے۔ ماننے والوں کو جنت کی بشارت دے اور نہ ماننے والوں کو جہنم سے ڈرائے، لوگوں میں پائے جانے والے اختلافات کا فیصلہ کرے اور انہیں راہِ ہدایت سے آگاہ کرے۔ (البقرۃ:۲۱۳) اس اہم ترین مشن کے لئے اللہ تعالیٰ جس ہستی کو پسند کرلیں، اسے چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ وہی سب سے زیادہ جانتا ہے کہ کون اس منصب کے تقاضوں پر پورا اُترے گا (الانعام:۶/۱۲۴) اور اس بات کا فیصلہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کرتے ہیں کہ کس نبی کی طرف کب اور کیا وحی بھیجنی ہے۔ (صحیح بخاری:۳۲۱۸)

اللہ جس خبر سے اپنے نبی کو آگاہ کر دے، اُسے اسی خبر کا پتہ چلتا ہے اور جس خبر سے آگاہ نہ کرے، اسے نبی اپنے طور پر معلوم نہیں کر سکتا۔ ارشادِ باری ہے:

"کہہ دیجئے! میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو، آیا وہ قریب ہے یا میرا ربّ اس کے لئے کوئی مدت مقرر کرے گا۔ (الجن:۲۵)

یہ وہ حقیقت ہے جس کی مثالوں سے کتاب و سنت کے مقدس اوراق بھرے پڑے ہیں۔

وحیِ ہدایت

بلا شبہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی پسند و ناپسند کا علم نبی اکرم ﷺ کے ذریعے ہوا جس کی درج ذیل شکلیں تھیں: قرآن پاک، قدسی احادیث، قولی احادیث، فعلی احادیث، تقریری احادیث، آپ کے خواب اور آپ کے اجتہادات جن کی وحی الٰہی نے حمایت یا اصلاح کی۔

1. قرآن پاک: قرآن پاک دراصل اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو جبریل علیہ السلام کے ذریعے محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے جسے نماز وغیرہ میں پڑھنا عبادت ہے۔ جس کی مثل لانے کا اہل عرب کو چیلنج دیا گیا مگر وہ ہمیشہ اس سے عاجز رہے۔ اللہ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ آج تک اس میں زیر زبر کا فرق نہیں ڈالا جاسکا۔ ہر دور میں دنیا کے لاکھوں، کروڑوں انسان اسے پڑھتے پڑھاتے اور یاد کرتے آئے ہیں اور رہتی دنیا تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

www.KitaboSunnat.com

❷ حدیثِ قدسی: حدیثِ قدسی سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد ہے جو قرآنِ مجید میں نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے، اسی لیے نماز وغیرہ میں اس کی تلاوت کا حکم دیا گیا ہے نہ اس کی مثل لانے کا چیلنج!!

❸ قولی احادیث: یعنی نبی اکرم ﷺ کے جملہ ارشادات و فرامین خواہ ان میں حکم ہو یا حرمت، ترغیب ہو یا ترہیب، خبر ہو یا انشا، تنبیہ ہو یا نصیحت، تفصیل ہو یا جوامع الکلم۔ ارشادِ باری ہے:

{وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى} (النجم: ۳،۴)

''اور وہ نہیں بولتا (اپنی) خواہش سے۔ وہ تو محض وحی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔''

یہاں يَتْلُوْ یا يَقْرَأُ کے بجائے {يَنْطِقُ} کا لفظ بولا گیا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تلاوتِ قرآن پاک کے علاوہ دینی امور کے بارے میں آپ کی ہر طرح کی گفتگو بھی وحی ہوتی تھی۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

''میں رسول اللہ ﷺ سے جو بات بھی سنتا، لکھ لیتا تھا تاکہ اسے محفوظ کرلوں۔ قریش کے لوگوں نے مجھے منع کیا اور کہا: تم ہر چیز لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ انسان ہیں (کبھی) غصے اور (کبھی) خواہش کی حالت میں بولتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ میں لکھنے سے رک گیا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: (عبداللہ! ہر بات) لکھ! اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے سوائے حق کے اس (منہ) سے کچھ نہیں نکلتا۔''

(سنن ابی داود: ۳۶۴۶، سلسلہ احادیثِ صحیحہ: ۱۵۳۲)

❹ فعلی احادیث: یعنی نبی اکرم ﷺ کے جملہ اعمال و افعال خواہ وہ آپ کا خاصہ تھے یا اَفرادِ اُمت سے بھی مطلوب تھے اور خواہ ان کی حیثیت فرض و استحباب کی تھی یا بیانِ جواز کی۔ ارشاد ہے:

{ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا} (الجاثیہ: ۱۸)

''پھر ہم نے تجھے امر (دین) کی نوعیت رکھنے والی شریعت پر لگا دیا ہے پس تو اسکی اتباع کر۔''

نیز فرمایا: ''اتباع کر اس چیز کی جو تیرے ربّ کی طرف سے تیری طرف وحی کی جاتی ہے یقیناً اللہ خبر رکھتا ہے ان کاموں کی جو تم کرتے ہو۔'' (الاحزاب: ۲)

گویا نبی اکرم ﷺ کے تمام اعمال و افعال قرآن پاک کی پیروی تھے، اسی لئے جب سعد بن ہشام بن عامر رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ ؓ سے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کی بابت پوچھا تو

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ؓ نے فرمایا: ''کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟'' سعد نے کہا: ''جی ہاں، کیوں نہیں؟'' فرمایا: ''یہی (قرآن) اللہ کے نبی کا اخلاق تھا۔'' (صحیح مسلم:۲۸۳۹)

⑤ تقریری احادیث: 'تقریر' کا معنی ہے برقرار رکھنا اور تقریری احادیث سے مراد وہ تمام باتیں اور واقعات ہیں جو آپ کی حیاتِ طیبہ کے دوران نزولِ وحی کے زمانے میں مسلمانوں کے ہاتھوں ظاہر ہوئے مگر وحی الٰہی نے انہیں ان سے روکا، نہ نفرت دلائی۔ بلکہ خاموشی اختیار کرکے انہیں برقرار رکھا یعنی سندِ جواز مہیا کردی کیونکہ آپ کسی مسلمان کے ہاتھوں ناجائز کام ہوتا دیکھ کر خاموش نہیں رہتے تھے۔ ارشادِ باری ہے:

{يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ} (المائدۃ:٦٧)

''اے رسول (ﷺ)! جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے، اسے آگے پہنچا دیں۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کے (اللہ کے) پیغامات نہ پہنچائے اور اللہ آپ کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا۔ یقیناً اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔''

نبی اکرم ﷺ نے اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک کیسے پہنچایا؟ ذرا تصور کریں، مکہ کی بستی جو کفر و شرک کا گڑھ تھی، جہاں کے چوہدری اور سردار بدی کے علمبردار تھے، اس بستی میں ایک آدمی تن تنہا اٹھتا ہے اور بستی والوں کے عقائد کو ترغیب و ترہیب کے ساتھ چیلنج کرتا ہے۔ حالانکہ کسی کا عقیدہ چھیڑنا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف ہے مگر پیارے نبی ﷺ سرکش بھڑوں کے عین درمیان میں استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے ہوگئے۔ طائف کے سرداروں سے بنفس نفیس ملے مگر جواب میں سنگباری ملی، جوتوں میں خون جم ہو گیا۔ کیا جو شخص کسی ملامت کی پرواہ کئے بغیر بازاروں، میلوں اور حاجیوں کی مختلف ٹولیوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا پیغام سناتا ہو کیا اس کی بابت یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ اس نے کسی موقعہ پر اپنے ہی کسی پیروکار کے ہاتھوں ایک ناجائز کام ہوتے دیکھا مگر اس سے روکا، نہ نفرت دلائی؟

ممکن ہی نہیں تو پھر ماننا ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ جس بات یا کام کی بابت خاموشی اختیار کریں وہ اللہ کے ہاں جائز ہوتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

''اے ایمان والو! ایسی چیزوں کی بابت سوال نہ کرو کہ اگر (ان کے حقائق) تمہارے لئے

www.KitaboSunnat.com